استعمار سے نجات

روبینہ نعیم

یوسف الخباز کا مضمون 'استعمار کی ذہنی غلامی، اثرات اور نجات' (فروری ۲۰۰۸ء) ایک نقطۂ نظر کے طور پر شائع کیا گیا۔ یہ ایک چشم کشا مضمون ہے جس کے مطالعے کے بعد استعمار کی حقیقت اور اثرات و مضمرات سے بھرپور آگاہی ہوئی اور دل و دماغ میں حیرت انگیز شعوری اور فکری بیداری محسوس ہوئی۔ اس سلسلے میں اپنا محاسبہ کیا اور دوسروں کے خیالات جاننے کی بھی کوشش کی تو استعمار کے کئی پہلو سامنے آئے اور استعمار کے اثرات سے چھٹکارا پانے کے لیے عملی اقدامات کی اشد ضرورت محسوس ہوئی۔

سب سے پہلی ضرورت یہ محسوس ہوئی کہ استعمار کی حقیقت سے آگاہی عام کی جائے اور یہ ان لوگوں کا فرض ہے جو اس خطرے کی حقیقت سے آگاہ ہو چکے ہیں۔ جو لوگ حقیقت شناس، باشعور اور فکری گہرائی رکھنے والے ہوں وہ مزید ایسے افرادِ کار تیار کریں جو استعمار کی اصلیت اور اس سے نجات کے لیے ٹھوس لائحہ عمل طے کریں۔ اس حوالے سے لٹریچر، ورکشاپوں اور لیکچروں سے مدد لیں۔ میڈیا میں موجود صالح عناصر سے بھی مدد لی جائے۔ یہ اربابِ عقل و دانش کا اولین فرض ہے کہ وہ ملت کو اس تباہی و بربادی سے آگاہ کریں۔ ذہنی غلامی کے اس مرض کی تشخیص کریں اور ایسی پالیسی مرتب کریں جو اس کا شافی علاج کر سکے۔

اگر ہم اپنے طرزِ زندگی کا جائزہ لیں تو بے شمار ایسی اشیا ملیں گی جو واقعی ہماری ضرورت نہیں لیکن ماحول اور معاشرے کے زیرِ اثر ہم ان کو ضرورت سمجھ کر اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اگرچہ معاشرے کا عام رنگ ڈھنگ ہم پر غالب نہیں ہے مگر ہم ایک حد تک اس کو اپناتے ہیں یا اس کو رد کرنے کا حوصلہ افزا قدم اٹھانے کی ہمت نہیں کرتے۔ آپ ایک تجربہ کریں اور یقیناً ایک حیران کن نتیجہ آپ کا منتظر ہوگا جیسا کہ ان دو ماہ کے دوران میرے ساتھ ہوا۔ آپ اپنی نجی اور سماجی زندگی میں ہر سطح پر استعمار سے مفاہمت کے بجائے اس کو رد کر دیں اور اس کے متبادل تمام اسلامی اصول اپنائیں۔ وہاں پر بھی جہاں آپ یہ سمجھتے ہوں کہ ایک جدید معاشرے میں رہتے

ہوئے ہمیں کسی حد تک مفاہمت کرنی پڑے گی۔ ہر اُس مقام پر جہاں ہماری ذاتی رائے یا معاشرے کا چلن اللہ کے قوانین سے ٹکراتا ہو اللہ کے قانون کو ترجیح دیں۔ میں حیران ہوں کہ اس کے نتیجے میں جو سکون ملتا ہے اور قلب کی کیفیات میں تبدیلی آتی ہے اور اللہ رب العزت سے جو قربت محسوس ہوتی ہے اس کی حلاوت سے اتنا عرصہ کیوں محروم رہی؟ مسائل کا ایسا حل اس میں ہے کہ خود ہمارا ہی دامن تنگ پڑنے لگتا ہے۔

کرنے کے کام

○ جدید دور کی سہولیات کو اللہ کی عطا کردہ نعمت سمجھ کر شکر کے ساتھ ان کا فائدہ اٹھایا جائے۔ نتیجے میں بچ جانے والے وقت کو اللہ کی راہ میں صَرف کیا جائے اور ان جدید سہولیات کو نمایش کا ذریعہ نہ بنایا جائے، نہ ان کا استعمال آرام طلبی کی خاطر ہی کیا جائے۔

○ استعمار کا ایک حربہ مسلمانوں کو ظاہری چکاچوند کا شکار کردینا ہے۔ ہمارا قیمتی وقت، سرمایہ اور ذہنی صلاحیتیں، لباس کی تزئین و آرایش، خوراک کے نت نئے ذائقوں، شان دار گھریلو آرایش میں ضائع ہو رہی ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ ہر سطح پر نمود و نمایش، بے جا آرایش و زیبایش کے تقلیدی رویوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔ لباس، خوراک، اور رہایش، ان تینوں معاملات میں فقط دو حرفی اصول اپنایا جائے: 'صاف اور سادہ'۔

ہم اپنے گھر میں موجود سامان کی فہرست بنائیں اور اس فہرست کا موازنہ دورِ صحابہ کرامؓ سے کریں (ہمارے سر شرم سے جھک جائیں گے)۔ پھر اس فہرست میں سے محبوب اشیا اور غیر ضروری اشیا نکال باہر کریں۔ ان اشیا کو تلاش کریں جن کو ہماری ناقص عقل ناگزیر خیال کرتی ہے اور ان کے بغیر چند دن گزاریں (ان شاء اللہ ایسا سکون ملے گا کہ نتیجے میں ہمیشہ کے لیے غیر ضروری اشیا سے نجات مل جائے گی)۔

○ میڈیا کی حشر سامانیوں کا 'منبع' دنیا بھر کے شیطانی چیلنجوں کا مرکز اگر ہماری اور ہمارے اہلِ خانہ کی زندگیاں آلودہ نہیں کر رہا تو بہترین...... لیکن اگر ایسا ہے تو اس سے نجات اتنی اشد ضروری ہے جتنی گلے سے لپٹے کسی زہریلے سانپ سے۔

○ اپنے اوقات کار سنت مطہرہ کے مطابق ترتیب دیں۔ فجر سے عشاء تک کے اوقات میں نمازوں کے مطابق کاموں کو ترتیب دیں نہ کہ ٹی وی ڈراموں اور دیگر مشاغل کے پیش نظر۔

○ تقلید، اور وہ بھی استعمار کی اندھا دھند تقلید کا پہلا عمل 'احساس مرعوبیت' ہے۔ دوسرا عمل 'تقلید' ہے۔ اب تقلید کی معراج تک پہنچنے کے لیے پاؤں آبلہ پا ہو جاتے ہیں۔ حرص اتنی بڑھتی ہے کہ ہوس اور تشنہ آرزوؤں کے نتیجے میں ذہنی و نفسیاتی بیماریاں اور دیگر جسمانی عوارض گھیر لیتے ہیں۔ کیا چھوٹا طبقہ، کیا بڑا، سب بیماریوں کا مجموعہ بن چکے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ہزاروں قسم کے ٹیسٹ، ادویات وغیرہ زندگی بھر کے لیے جینے کے لطف

سے محروم کر دیتے ہیں۔ یہ بھی استعمار کا عطا کردہ تحفہ ہے۔ ورنہ وہ لوگ بھی ہیں جو دین کے عطا کردہ نظام پر مطمئن رہتے ہیں، خواہشات کے پلندے نہیں باندھتے اور روکھی سوکھی کھا کر بھی تندرست اور مطمئن زندگی گزارتے ہیں۔ ہمیں اپنی 'اصل' کی طرف لوٹنا ہوگا اور ایسا لازماً کرنا ہوگا، کیونکہ اس کے علاوہ عزت سے جینے کا اور کوئی راستہ نہیں۔ استعماری تہذیب کا عفریت منہ پھاڑے ہمیں نگلنے کو تیار ہے اور دوسری طرف جنگی سامان سے لیس دورِ جدید کا فرعون ہماری دہلیز پر نہیں بلکہ دہلیز کے اندر پاؤں رکھ چکا ہے۔ لہٰذا قوموں کی زندگی میں مشکل فیصلوں کا جو وقت آیا کرتا ہے آج ہمارے سر پر کھڑا جواب طلب کر رہا ہے۔ بروقت اور صحیح فیصلے اور عمل کی قوت وقت کا تقاضا ہے!